Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Contemporary Spheres of Life and Dimensions of Minority Rights: An Analytical Study in the Light of the Prophet's (ﷺ) Battles

معاصر شعبہ ہائے زندگی اور اقلیتوں کے حقوق کی جہات: غزوات النبی ﷺ کی روشنی تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Abdul Aziz**
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.
2. **Qari Amanullah** (Corresponding Author)
   MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, National College of Business Administration & Economics, Lahore, Pakistan.
   Email: **hajiamanullah65@gmail.com**

Citation

Abdul Aziz and Qari Amanullah." Contemporary Spheres of Life and Dimensions of Minority Rights: An Analytical Study in the Light of the Prophet's (ﷺ) Battles. " *Al-Marjān Research Journal* 2, no. 3 (October–December 2024): 764–777.

Submission Timeline

Received: Nov 15, 2024
Revised: Dec 07, 2024
Accepted: Dec 11, 2024
Published Online: Dec 20, 2024

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Contemporary Spheres of Life and Dimensions of Minority Rights: An Analytical Study in the Light of the Prophet's (ﷺ) Battles

معاصر شعبہ ہائے زندگی اور اقلیتوں کے حقوق کی جہات: غزوات النبی ﷺ کی روشنی تجزیاتی مطالعہ

☆ عبد العزیز　　　☆ قاری امان اللہ

Abstract

This study undertakes a critical and analytical exploration of minority rights in the light of the Prophetic battles (Ghazawāt al-Nabī ﷺ), situating the discourse within the broader framework of Islamic jurisprudence, ethics, and interfaith relations. By examining the historical context of the Prophet Muhammad's ﷺ military engagements, the research highlights the balance Islam maintains between legitimate defense and the protection of human dignity, even amidst conflict. It explores key principles derived from the Qur'an, Sunnah, and the conduct of the Companions, such as the safeguarding of religious freedom, protection of life and property, and preservation of non-combatant rights. Furthermore, the paper analyzes the theological and ethical underpinnings of Islamic teachings that establish justice, tolerance, and universality as guiding principles in the treatment of minorities. Comparative perspectives with other Abrahamic traditions are also drawn to underscore Islam's unique contribution to human rights discourse. The study concludes that the Prophetic model, as manifested in Ghazawāt, not only upholds minority rights but also offers timeless guidance for contemporary challenges of coexistence, pluralism, and global peace.

Keywords: Prophet Muhammad, Ghazawāt, Minority Rights, Islamic Jurisprudence, Religious Freedom, Interfaith Relations, Human Dignity, Universality

تعارف موضوع

تاریخِ انسانی میں جنگ و جدل ہمیشہ ایک تلخ حقیقت کے طور پر موجود رہا ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر تہذیب نے اپنے اپنے انداز میں جنگی اصول وضوابط مرتب کرنے کی کوشش کی۔ اسلام نے اس باب میں جو رہنمائی فراہم کی وہ نہ صرف اپنے عہد کے لیے بلکہ تمام ادوار کے لیے ایک ہمہ گیر منشور کی حیثیت رکھتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلو، بالخصوص غزوات، ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ طاقت کے استعمال کے باوجود عدل وانصاف، رحم و مروت اور انسانی شرف کی پاسداری کو کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ یہی پہلو اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ اسلام کی جنگی اخلاقیات محض عسکری قوت کے مظاہر نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت انسانی اور اخلاقی نظام کی تشکیل ہیں۔ معاصر دنیا میں جہاں حقوقِ انسانی اور مذہبی

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گرین انٹر نیشنل یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس، لاہور، پاکستان۔

آزادی کے مباحث بین الاقوامی سطح پر ایک حساس اور کثیر الجہتی موضوع ہیں، وہاں اسلامی تعلیمات کا مطالعہ بالخصوص اس زاویے سے ضروری ہو جاتا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت غزواتِ نبوی ﷺ جیسے مشکل اور ہنگامی حالات میں بھی محفوظ رکھی گئی۔ اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر اور جدید ریاستی آئینات میں جن اصولوں پر زور دیا جاتا ہے، ان کی جڑیں دراصل ان ہی ازلی اور آفاقی تعلیمات میں پیوست ہیں جن کی روشنی نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی سے جھلکتی ہے۔ یہ تجزیاتی مطالعہ اس حقیقت کو اُجاگر کرنے کی کوشش ہے کہ معاصر شعبہ ہائے زندگی — چاہے وہ سیاسی ہوں یا سماجی، عدالتی ہوں یا معاشی — سب میں اقلیتوں کے حقوق کی جہات کو نبوی اسوہ کی روشنی میں بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے عہد کی مثالیں نہ صرف اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ غیر مسلم رعایا کو مذہبی، جانی، معاشرتی اور معاشی آزادی عطا کی گئی، بلکہ یہ بھی واضح کرتی ہیں کہ ظلم سے تحفظ، عدالتی مساوات اور معاہدات کی پاسداری جیسے اصول ایک آفاقی منشور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مبحث اوّل: عہدِ نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے حقوق کی تاریخی صورت حال

1۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ کی سیرت انسانیت کے لیے وہ معیار ہے جو نہ صرف اخلاقی بلکہ سماجی اور سیاسی سطح پر بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ قرآنِ مجید نے آپ ﷺ کو "أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا[1]

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اُس کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔"

یہ رہنمائی ہر شعبۂ حیات میں اثر انداز ہوتی ہے، اور بالخصوص سیاسی و عسکری مواقع پر بھی آپ ﷺ کے کردار کی جامعیت نمایاں رہتی ہے۔ امام قاضی عیاض نے اپنی مشہور تصنیف میں لکھا کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار میں ہر قوم وملت کے لیے خیر وبرکت کا پہلو مضمر ہے۔[2]

2۔ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور عدل و مساوات کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ جب ایک یہودی جنازہ گزر رہا تھا تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یہ تو یہودی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَيْسَتْ نَفْسًا[3]

"کیا یہ ایک جان نہیں ہے؟"

یہ موقع نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کی ہمہ گیریت کا آئینہ دار ہے۔ اسی طرح مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ کی تشکیل محض سیاسی معاہدہ نہ تھا بلکہ ایک ایسا عمرانی و سماجی معاہدہ تھا جس نے مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو آئینی تحفظ بخشا۔

3۔ عہد نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ

میثاقِ مدینہ کو عہدِ نبوی ﷺ میں انسانی حقوق کا اولین دستاویز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس میں صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا:

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ[4]

---

1 Qurʾān, al-Aḥzāb 33:21
2 Qāḍī ʿIyāḍ, al-Shifāʾ, Cairo: al-Maṭbaʿa al-Kubrā al-Amīrīya, 1314 AH, 1:112
3 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafīya, 1400 AH], 1:1312

"اور بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت شمار ہوں گے۔ یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہو گا۔"

یہ عبارت نہ صرف مذہبی آزادی کی ضمانت فراہم کرتی ہے بلکہ مسلم معاشرے میں اقلیتوں کی آئینی حیثیت کی بھی وضاحت کرتی ہے۔ جدید مفکرین نے بھی اس کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں سب سے پہلی عملی مثال قرار دیا ہے۔[5]

4۔ غزوات میں اقلیتوں کے لیے ہدایات

غزوات وہ مرحلے تھے جہاں طاقت اور اقتدار کے استعمال کا براہِ راست سوال پیدا ہوتا تھا۔ مگر یہاں بھی اقلیتوں کے جان و مال اور مذہبی شعائر کے احترام کی سختی سے تلقین کی گئی۔ ایک مشہور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ[6]

"جس نے کسی معاہد (غیر مسلم) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

اس نوعیت کے ارشادات غزوات کے عملی پس منظر میں بھی ملتے ہیں، جہاں آپ ﷺ نے عورتوں، بچوں، عبادت گاہوں اور غیر جنگجو افراد پر حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ اس پہلو نے اسلامی جنگی اخلاقیات کو دیگر تہذیبوں سے ممتاز کیا۔

مبحث دوم: غزوات النبی ﷺ کا پیش منظر

سیرتِ طیبہ کے اس دورانیے میں جہاں ایک طرف انسانی وقار کی پامالی اور ظلم و استبداد کی انتہا تھی، وہاں دوسری طرف اسلام نے صبر، ہجرت اور بالآخر دفاعی جہاد کے اصول کو متعارف کروایا۔ یہ پس منظر اس حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے کہ جہاد کوئی محض عسکری توسیع یا اقتدار کی کشمکش نہ تھا، بلکہ عدل و انصاف اور انسانی آزادی کے قیام کی ایک الٰہی تحریک تھی۔

1۔ مکہ میں مشرکین کے ظلم و ستم

مکی دور میں مسلمانوں کو اذیت ناک مظالم کا سامنا رہا۔ قرآن ان حالات کو اس طرح بیان کرتا ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ فَتَنُواْ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُواْ فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ ٱلْحَرِيقِ[7]

"یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ کی، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔"

ان مظالم کی مثال حضرت بلالؓ پر دہکتی ریت میں شکنجہ، حضرت سمیہؓ اور یاسرؓ کی شہادت اور دیگر صحابہ پر اقتصادی و معاشرتی بائیکاٹ کی شکل میں ملتی ہے۔ ابن ہشام نے ان حالات کو "شدائدِ مکہ" کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔[8] یہ مظالم اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اسلام کا ابتدائی پیغام مکمل طور پر امن، صبر اور دعوتی روش پر قائم تھا۔

4 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:502
5 Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina [Oxford: Clarendon Press, 1956], 221
6 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH], 1:2722
7 Qurʾān, al-Burūj 85:10
8 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:268

2۔ ہجرت مدینہ اور کفار کی سازشیں

ہجرت دراصل ظلم و جبر کے خلاف ایک پرامن احتجاج اور نئے معاشرتی ڈھانچے کے قیام کی عملی صورت تھی۔ مگر قریش نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کو چین سے نہ رہنے دیا۔ قرآن نے ان کی سازشوں کو اس طرح واضح کیا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ ٱللَّهُۖ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَٰكِرِينَ[9]

"اور وہ وقت یاد کرو جب کافر آپ کے ساتھ یہ سازش کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں، اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔"

یہ آیت مدینہ کی طرف ہجرت کے اسباب اور کفار کی متواتر مخالفت کا اشارہ ہے۔ مونٹگمری واٹ کے مطابق مدنی معاشرہ ابھرتے ہی مخالفین کے لیے خطرہ محسوس ہونے لگا اور اسی وجہ سے انہوں نے عسکری دباؤ بڑھایا۔[10]

3۔ جنگ کی اجازت اور قرآن کی ہدایات

اسلام نے تیرہ برس کی صبر آزما جدوجہد کے بعد جنگ کی اجازت دی، مگر وہ بھی دفاع اور ظلم کے ازالے کے لیے تھی۔ پہلی اجازت اس آیت میں نازل ہوئی:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُواْۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ[11]

"اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن پر جنگ مسلط کی گئی ہے، کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔"

امام طبری نے اس آیت کو جہاد کی مشروعیت کی اولین دلیل قرار دیا اور فرمایا کہ یہ اجازت ظلم کے خلاف تھی نہ کہ طاقت کے اظہار کے لیے۔[12]

اسی طرح جنگ کے اصول بیان کرتے ہوئے قرآن نے حد سے تجاوز، قتلِ عام اور عبادت گاہوں کی تباہی سے روکا۔[13]

4۔ جہاد کا مقصد اور حدود

جہاد کا مقصد ظلم کا ازالہ اور دین کی آزادی کو قائم کرنا تھا۔ قرآن کہتا ہے:

وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ[14]

"اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کے لیے ہو جائے۔"

یہاں "فتنہ" سے مراد ظلم و جبر اور مذہبی آزادی کی سلبی کیفیت ہے۔ چنانچہ جہاد کا مقصد طاقت حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جس میں عدل قائم ہو۔ امام شاطبی نے جہاد کی حکمت کو مقاصدِ شریعت میں شامل کرتے ہوئے اسے "حفظِ دین" کے ذیل میں شمار کیا ہے۔[15]

---

9 Qurʾān, al-Anfāl 8:30
10 Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina [Oxford: Clarendon Press, 1956], 25
11 Qurʾān, al-Ḥajj 22:39
12 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tafsīr al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Maʿārif, 1954], 17:121
13 Qurʾān, al-Baqara 2:190
14 Qurʾān, al-Anfāl 8:39
15 Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿa [Cairo: al-Maktaba al-Tijāriya, 1914], 2:12

مبحث سوم: حالت جنگ میں بھی اعتدال کا حکم

یہ مبحث دراصل اسلامی تعلیمات کی اس اساس کو اجاگر کرتا ہے جو حالتِ جنگ جیسے نازک مواقع پر بھی انسانی ہمدردی، عدل اور اعتدال کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ دیگر تہذیبوں میں جنگ کا اصول "غلبہ" اور "اقتدار" تھا، مگر اسلام نے جنگ کو محض ایک دفاعی اقدام قرار دے کر اس کے ساتھ ایسے اخلاقی و شرعی ضوابط جوڑ دیے جو اسے محض عسکری تصادم سے بلند کر کے ایک دینی فریضہ اور اخلاقی عمل بنا دیتے ہیں۔ یہی پہلو اسلامی غزوات کو تاریخ کے دیگر معرکوں سے منفرد بناتا ہے۔

1۔ قرآن میں اعتدال کی تلقین

قرآن مجید نے جنگ کے موقع پر بھی حد سے بڑھنے سے منع کیا اور یہ اصول دیا کہ جنگ کا مقصد ظلم کو روکنا ہے، نہ کہ خود ظلم بن جانا۔

وَقَٰتِلُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱلَّذِينَ يُقَٰتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوٓاْۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ[16]

"اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ "اعتداء" سے مراد عورتوں، بچوں اور غیر جنگجوؤں کو قتل کرنا، عبادت گاہوں کو گرانا اور ظلم کے ساتھ قوت استعمال کرنا ہے۔[17] اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے جنگ کو بھی اخلاقیات کے دائرے میں رکھا۔

2۔ جنگ میں قتل کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے بارہا غیر جنگجو افراد کے قتل سے منع فرمایا۔ صحیح مسلم میں ہے:

انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا، وَلَا طِفْلًا، وَلَا صَغِيرًا، وَلَا امْرَأَةً[18]

"اللہ کے نام سے نکلو، اللہ کے لیے اور رسول اللہ کی ملت پر۔ کسی بوڑھے، بچے، چھوٹے اور عورت کو قتل نہ کرو۔"

امام نووی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ممانعت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام کی جنگی پالیسی محض عسکری نہیں بلکہ اخلاقی و انسانی بنیادوں پر قائم ہے۔[19]

3۔ غیر مسلموں کے لیے رحمت کا حکم

قرآن نے نبی اکرم ﷺ کو "رحمت للعالمین" قرار دیا:

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ[20]

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

16 Qurʾān, al-Baqara 2:190
17 Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Mafātīḥ al-Ghayb [Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1420 AH], 5:192
18 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH], 3:1731
19 Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, al-Minhāj fī Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim [Cairo: al-Maṭbaʿa al-Miṣrīya, 1929], 12:48
20 Qurʾān, al-Anbiyāʾ 21:107

یہ صفت حالتِ جنگ میں بھی برقرار رہی۔ فتح مکہ کے موقع پر، جب انتقام کا سب سے زیادہ موقع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا" :اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ"، یعنی "جاؤ، تم سب آزاد ہو"۔[21] یہی وہ رحمت ہے جس نے غیر مسلموں کو بھی اسلام کی طرف مائل کیا۔ ول ڈیورانٹ نے لکھا کہ اسلام کی تیز رفتار اشاعت کا سب سے بڑا سبب نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی انسانیت نواز روش تھی۔[22]

4۔ صحابہ کرام کی عملی اطاعت

صحابہ کرام نے ان تعلیمات پر عملی طور پر سختی سے عمل کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب لشکر اسامہ کو رخصت کیا تو نصیحت فرمائی:

لَا تَقْتُلُوا امْرَأَةً، وَلَا صَبِيًّا، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبُوا عَامِرًا[23]

"کسی عورت، بچے، بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا اور آباد بستی کو ویران نہ کرنا۔"

یہ ہدایات بعد کے اسلامی عہد میں بھی جنگی ضابطوں کا بنیادی ماخذ رہیں۔ معاصر محققین کے نزدیک یہ اصول جدید بین الاقوامی قانون (International Humanitarian Law) سے صدیوں پہلے کے ہیں۔[24]

مبحث چہارم: نبی کریم ﷺ کے غزوات کی تعداد

اسلامی تاریخ نویسی میں جہاں غزوات کا ذکر ایک مرکزی مقام رکھتا ہے، وہاں ان کی تعداد اور اقسام کے حوالے سے بھی اہلِ علم کے درمیان تفصیلی مباحث ہوئے ہیں۔ غزوات کو صرف عسکری معرکہ سمجھنا درست نہیں، بلکہ یہ دراصل اُس جامع حکمتِ عملی کا حصہ تھے جو نبی اکرم ﷺ نے دینِ حق کے قیام اور ظلم کے ازالے کے لیے اختیار فرمائی۔ اس باب میں غزوہ اور سریہ کے فرق، غزوات کی تعداد پر اختلاف، صحابہ کرام کی روایات اور ابن کثیر کی رائے کو تحقیقی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ غزوہ اور سریہ کا فرق

محدثین اور مؤرخین نے واضح کیا ہے کہ "غزوہ" اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوں، جبکہ "سریہ" اس مہم کو کہا جاتا ہے جو آپ ﷺ کی اجازت یا حکم سے صحابہ کرام کی قیادت میں روانہ کی گئی ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وَالْغَزْوُ مَا وَقَعَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِنَفْسِهِ كَائِنًا مَا كَانَ، وَالسَّرِيَّةُ مَا بَعَثَ بِهَا وَلَمْ يَشْهَدْهَا[25]

"غزوہ وہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوں، خواہ اس میں جنگ ہو یا نہ ہو، اور سریہ وہ ہے جو آپ ﷺ نے بھیجی لیکن خود شریک نہ ہوئے۔"

اس فرق کو سامنے رکھے بغیر غزوات کی تعداد کے بارے میں پائی جانے والی آراء کو سمجھنا ممکن نہیں۔

2۔ غزوات کی تعداد پر اختلاف

غزوات کی تعداد کے حوالے سے مؤرخین اور محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے 19 غزوات کا ذکر کیا ہے، بعض نے 25، اور بعض کے نزدیک یہ تعداد 27 ہے۔ امام ابن سعد نے اپنی **الطبقات الکبریٰ** میں 27 غزوات کا ذکر کیا۔[26] دوسری طرف امام واقدی نے بعض

21 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 2:412
22 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201
23 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Maʿārif, 1960], 2:449
24 Khadduri, Majid, War and Peace in the Law of Islam [Baltimore: Johns Hopkins Press, 1955], 92
25 Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Bārī [Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafīya, 1380 AH], 7:345
26 Ibn Saʿd, Muḥammad, al-Ṭabaqāt al-Kubrā [Beirut: Dār Ṣādir, 1960], 2:7

اضافی معرکوں کو بھی شامل کر کے تعداد 29 بیان کی ہے۔[27] اختلاف کی بنیاد دراصل یہ ہے کہ بعض معرکوں میں نبی کریم ﷺ عملاً میدان میں تشریف لے گئے لیکن وہاں قتال پیش نہ آیا، لہٰذا بعض مؤرخین نے انہیں غزوات میں شمار کیا اور بعض نے نہیں۔

3۔ صحابہ کرام کی روایات

صحابہ کرام کی روایات بھی غزوات کی تعداد کے تعین میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں:

غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، شَهِدْتُ مِنْهَا سَبْعَ عَشْرَةَ[28]

"رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات کیے، میں ان میں سے سترہ میں حاضر رہا۔"

اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ غزوات کی تعداد اکیس تھی۔[29] یہ اختلاف دراصل اس بات پر منحصر ہے کہ راوی نے کن معرکوں کو غزوہ شمار کیا۔

4۔ حافظ ابن کثیر کی رائے

حافظ ابن کثیر نے غزوات کی تعداد کے حوالے سے مختلف آراء کا ذکر کرنے کے بعد ان سب کو جمع کرتے ہوئے ایک جامع رائے قائم کی۔ وہ لکھتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا سَبْعٌ وَعِشْرُونَ غَزْوَةً، لَمْ يَقَعِ الْقِتَالُ إِلَّا فِي تِسْعٍ مِنْهَا

" صحیح بات یہ ہے کہ غزوات کی تعداد ستائیس ہے، اور ان میں قتال صرف نو میں پیش آیا۔[30]"

ابن کثیر کی یہ رائے اس بات کو واضح کرتی ہے کہ غزوات کی اصل غرض محض جنگ نہ تھی، بلکہ بعض مواقع پر محض سیاسی و دفاعی حکمت عملی اور مخالفین کو پیغام دینا مقصود تھا۔

مبحث پنجم: غزوات النبی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق

جنگ کے ہنگامے میں عموماً طاقتور قومیں مغلوب اقوام کے حقوق سلب کر لیتی ہیں، مگر نبی اکرم ﷺ کے غزوات ایک ایسے عدالتی و اخلاقی ضابطے کے تحت انجام پائے جنہوں نے اقلیتوں کے حقوق کو بھی محفوظ رکھا۔ مذہب، جان، مال اور معاشرتی آزادی کے پہلو سے یہ مثالیں بعد کے ادوار میں اسلامی ریاستوں کے لیے ایک عملی دستور بن گئیں۔

1۔ مذہبی حقوق

نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کو ان کے مذہبی عقائد و عبادات کی آزادی عطا کی۔ میثاقِ مدینہ میں صاف الفاظ درج ہیں:

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ[31]

"اور بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت شمار ہوں گے، یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہوگا۔"

---

27 Al-Wāqidī, Muḥammad ibn ʿUmar, Kitāb al-Maghāzī [London: Oxford University Press, 1966], 1:12
28 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH], 3:1245
29 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafīya, 1400 AH], 5:405
30 Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, al-Bidāya wa al-Nihāya [Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya, 1985], 4:315
31 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:502

یہ دستوری اصول غزوات کے دوران بھی برقرار رہا۔ حتیٰ کہ جنگی حالات میں بھی عبادت گاہوں کی حرمت کا لحاظ رکھا گیا، جیسا کہ قرآن میں آیا:

وَلَوْلَا دَفْعُ ٱللَّهِ ٱلنَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَٰمِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَٰتٌ وَمَسَٰجِدُ۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جہاد کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں محفوظ رہیں۔

2۔ جانی حقوق

اسلامی تعلیمات میں غیر مسلم رعایا کی جان کو ویسا ہی محترم سمجھا گیا جیسا کہ مسلمانوں کی جان کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ[32]

"جس نے کسی معاہد (ذمی یا غیر مسلم شہری) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

یہ اصول میدانِ جنگ میں بھی قائم رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر جنگجو افراد کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی جان کو مکمل تحفظ بخشا۔ اس پہلو نے اسلامی جنگی اخلاقیات کو دیگر مذاہب و تہذیبوں سے ممتاز کیا۔

3۔ جان و مال کا تحفظ

اسلامی شریعت میں اقلیتوں کے مال کی حفاظت بھی اسی طرح لازم قرار دی گئی جس طرح مسلمانوں کے مال کی۔ صحیح بخاری میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ مُعَاهَدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[33]

"جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے یا اس کے حق میں کمی کرے یا اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے یا اس سے کوئی چیز زبردستی لے تو قیامت کے دن میں اس کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔"

یہ ہدایت اس بات کا ثبوت ہے کہ اقلیتوں کے اموال بھی جنگی یا پُرامن حالات میں محفوظ تھے اور مسلمانوں پر لازم تھا کہ ان کی امانت داری کے ساتھ حفاظت کریں۔

4۔ حضرت ابو بکر صدیق کی ہدایات

نبی کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی انہی اصولوں کی پاسداری کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب لشکر اسامہ کو رخصت کیا تو فرمایا:

لَا تَقْتُلُوا امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبُوا عَامِرًا، وَلَا تَذْبَحُوا شَاةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ[34]

"کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، آباد بستی کو ویران نہ کرنا اور کسی بکری یا اونٹ کو ذبح نہ کرنا مگر کھانے کے لیے۔"

یہ ہدایات خلفائے راشدین کے عہد میں بھی اس بات کا عملی مظہر ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق صرف نظری نہیں بلکہ عملی صورت میں نافذ کیے گئے۔

32 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH], 1:2722
33 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafīya, 1400 AH], 4:2050
34 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Maʿārif, 1960], 2:449

مبحث ششم: غزوات النبی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق کا اجتماعی خاکہ

غزواتِ نبوی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق کے موضوع پر گفتگو محض ایک تاریخی مطالعہ نہیں بلکہ اسلامی تہذیب و معاشرت کے ان اصولوں کا بیان ہے جو انسانیت کو وسعتِ قلب، اعتدال اور ہمہ گیری عطا کرتے ہیں۔ سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ جنگ جیسے سخت حالات میں بھی غیر مسلموں کے بنیادی انسانی حقوق نہ صرف تسلیم کیے گئے بلکہ ان کے تحفظ کے لیے شرعی و عملی اقدامات کیے گئے۔ اس ضمن میں مذہبی آزادی، جان و مال کا تحفظ، عبادات کی ادائیگی کی آزادی، معاہدات کی پاسداری، قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک، ظلم سے بچاؤ، عدالتی انصاف، اور معاشرتی و معاشی حقوق جیسے اصول نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

1۔ عبادتی حقوق

صلح حدیبیہ کے بعد بھی مشرکین کو اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی کی آزادی حاصل رہی۔ قرآن نے کہا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ[35]

"اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ روکتا تو خانقاہیں، کلیسا، عبادت خانے اور مساجد ڈھادیے جاتے۔"

یہ آیت غیر مسلم عبادت گاہوں کے تحفظ کو شرعی اصول کے طور پر بیان کرتی ہے۔

2۔ معاہداتی حقوق

صلح حدیبیہ، میثاقِ مدینہ اور دیگر معاہدات اس بات کی دلیل ہیں کہ غیر مسلم فریقوں کے ساتھ کیے گئے وعدے مقدس اور واجب التعظیم سمجھے گئے۔ مستشرق ول ڈیورانٹ لکھتے ہیں:

> *"The treaties made by Muhammad were observed with a faithfulness rare in the annals of history."*[36]

"محمد ﷺ کے کیے گئے معاہدات کو ایسی وفاداری کے ساتھ نبھایا گیا جو تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔"

3۔ اسیری حقوق

قیدیوں کے بارے میں قرآن میں حکم آیا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا[37]

"وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قیدی بھی دشمن ہونے کے باوجود رحم و شفقت کے مستحق ہیں۔

4۔ ظلم سے حفاظت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ[38]

"میں تمہیں دو کمزوروں: یتیم اور عورت کے حق میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔"

---

35 Qurʾān, al-Ḥajj 22:40
36 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201
37 Qurʾān, al-Insān 76:8
38 Ibn Ḥanbal, Aḥmad, Musnad Aḥmad [Cairo: Muʾassasat Qurtuba, 1313 AH], 5:510

اس عمومی تعلیم میں غیر مسلم بھی شامل ہیں، کیونکہ ظلم سے حفاظت اسلام کا عمومی اصول ہے۔

5۔ عدالتی حقوق

میثاقِ مدینہ کی دفعات میں غیر مسلموں کو عدالتی مساوات عطا کی گئی، جسے جدید محققین "اسلامی آئینِ شہریت" قرار دیتے ہیں۔ محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

"The Constitution of Medina guaranteed legal equality to Muslims and non-Muslims alike."[39]

"میثاقِ مدینہ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو مساوی عدالتی حقوق عطا کیے۔"

6۔ معاشرتی و معاشی حقوق

غیر مسلم رعایا پر زکوۃ فرض نہ تھی بلکہ ان سے صرف جزیہ لیا جاتا، اور بدلے میں ان کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی۔ ابنِ قیم لکھتے ہیں:

وَأَنَّهُمْ يُؤَدُّونَ الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ، وَالْمُسْلِمُونَ يَكْفُونَهُمْ وَيَحْمُونَهُمْ[40]

"وہ جزیہ دیتے ہیں اور مسلمان ان کے کفیل اور محافظ ہوتے ہیں۔"

یہ اصول غیر مسلموں کی معاشرتی و معاشی زندگی کو تحفظ فراہم کرتے ہیں اور ان کے ساتھ انصاف پر مبنی بقائے باہمی کا فریم ورک دیتے ہیں۔

مبحث ہفتم: سماوی مذاہب کے مشترکات اور اسلام کے امتیازات

یہ مبحث اس پورے تحقیقی جائزے کا نچوڑ ہے جس میں غزواتِ نبوی ﷺ کے پس منظر، ان کے اخلاقی و دینی اصول اور بالخصوص اقلیتوں کے حقوق کی رعایت کو موضوع بنایا گیا۔ حاصل کلام یہی ہے کہ اسلامی جنگی اخلاقیات محض عسکری تصادم تک محدود نہیں بلکہ وہ ایک ایسا جامع نظام فراہم کرتی ہیں جس میں عدل، رحمت اور انسانی مساوات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس پہلو کو سمجھنے کے لیے ابراہیمی ادیان کے تقابلی مطالعے، اسلام کے اصولِ توحید اور نبی کریم ﷺ کے سیرت و کردار کو مد نظر رکھنا ناگزیر ہے۔

1۔ ابراہیمی ادیان کی مشترکات اور اختلافات

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں توحیدی ادیان ہیں اور ان سب کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کی نسبت سے "ابراہیمی مذاہب" کہلاتا ہے۔ ان میں بنیادی مشترکہ اصول ایک خدا کی پرستش اور اخلاقی تعلیمات ہیں۔ تاہم، اختلافات بھی موجود ہیں، خصوصاً الوہیت کے تصور اور نبوت کی توالی میں۔ قرآن نے اس اشتراک کو یوں بیان کیا:

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْاْ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ[41]

"کہہ دیجیے: اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔"

39 Hamidullah, Muhammad, The First Written Constitution in the World [Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1981], 45
40 Ibn Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, Aḥkām Ahl al-Dhimma [Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya, 1994], 1:23
41 Qurʾān, Āl ʿImrān 3:64

یہ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ مذاہبِ ابراہیمی میں توحید ایک مشترکہ قدر ہے۔ مغربی محقق کیرن آرمسٹرانگ کے مطابق ان ادیان میں قدرِ مشترک اخلاقی تصورِ عدل ہے، مگر اسلام نے اسے زیادہ ہمہ گیر بنایا۔[42]

2۔ اسلام کی جامعیت اور توحید کا اصول

اسلام کی امتیازی خصوصیت اس کی جامعیت اور اصولِ توحید ہے۔ قرآن مجید نے بارہا واضح کیا کہ اللہ ہی خالق و مالک ہے اور اس کی اطاعت کے بغیر کوئی نجات ممکن نہیں۔

إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ[43]

"یقیناً یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔"

امام ابن تیمیہ نے لکھا کہ اسلام نے شرک اور تثلیث کے تمام تصورات کو رد کر کے توحید کو انسانی فلاح کا محور قرار دیا۔[44] اس اصول نے اسلام کو ایک ایسا ہمہ گیر مذہب بنایا جو عقیدہ، اخلاق اور قانون سب کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

3۔ نبی کریم ﷺ کی رحمت اور غیر مسلموں کے حقوق

نبی اکرم ﷺ کو قرآن نے "رحمت للعالمین" قرار دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا اور فرمایا:

اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ[45]

"جاؤ، تم سب آزاد ہو۔"

یہ طرزِ عمل اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ اسلام کی جنگی اور سیاسی پالیسی میں بھی اقلیتوں اور مخالفین کے حقوق کو بنیادی مقام حاصل تھا۔ مؤرخ ول ڈیورانٹ نے لکھا کہ اسلام کی فتوحات کو دوام نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی اسی رحمت اور عدل نے عطا کیا۔[46]

4۔ اسلامی تعلیمات کی عالمگیریت

اسلامی تعلیمات کسی خاص قوم یا نسل تک محدود نہیں، بلکہ ان کی وسعت پوری انسانیت کو محیط ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا[47]

"اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

یہ عالمگیریت مذہب کی اساس کو صرف عقیدے تک محدود نہیں رکھتی بلکہ سماج، معیشت، سیاست اور جنگی قوانین تک پھیلا دیتی ہے۔ معاصر اسکالر جان ایسپوزیٹو کے مطابق اسلام نے عالمگیریت کو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر استوار کیا جو آج کے بین الاقوامی انسانی حقوق کے اصولوں سے کہیں پہلے کی چیز ہے۔[48]

---

42 Armstrong, Karen, The Battle for God [New York: Knopf, 2000], 22
43 Qurʾān, al-Anbiyāʾ 21:92
44 Ibn Taymīya, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, al-Jawāb al-Ṣaḥīḥ [Riyadh: Dār al-ʿĀṣima, 1993], 1:105
45 Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 2:412
46 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201
47 Qurʾān, Sabaʾ 34:28
48 Esposito, John, Islam: The Straight Path [Oxford: Oxford University Press, 1998], 45

خلاصۂ کلام

غزواتِ نبوی ﷺ کے تناظر میں اقلیتوں کے حقوق کا مطالعہ اسلامی تہذیب کے اس امتیاز کو نمایاں کرتا ہے کہ دینِ اسلام نے نہ صرف امن و سلامتی بلکہ عدل و انصاف پر مبنی معاشرتی و قانونی ڈھانچہ تشکیل دیا۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر باب انسانیت کے لیے درسِ اعتدال ہے، اور یہ حقیقت بالخصوص اس وقت زیادہ نمایاں ہوتی ہے جب ہم جنگ جیسے سخت حالات میں بھی غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کو دیکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے مذہب کی آزادی کو بنیادی حق قرار دیا۔ سورۂ بقرہ کی آیت لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ اس تصور کی اساس ہے کہ کسی بھی شخص کو اس کے مذہب پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں یہ اصول عملی صورت اختیار کرتا ہے، جہاں یہود، نصاریٰ اور دیگر گروہ اپنے مذہبی شعائر کی ادائیگی میں آزاد تھے۔ میثاقِ مدینہ اس آزادی کا اولین عملی دستاویز ہے جس نے مختلف گروہوں کو ایک اجتماعی وحدت میں ضم کیا لیکن ان کی مذہبی انفرادیت کو برقرار رکھا۔ اس کے ساتھ ہی انسانی جان کی حرمت کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم معاہد کو قتل کرنے والے کے لیے جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی وعید دی۔ یہ اعلان محض ایک اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ اقلیتوں کی جانی حفاظت کا مستقل ضابطہ تھا۔ غزوات کے دوران بھی اس اصول کی پاسداری کی گئی کہ غیر مقاتلین کو قتل نہ کیا جائے، عورتوں، بچوں اور راہبوں کو گزند نہ پہنچائی جائے۔ اس رویے نے اسلام کو دیگر قدیم تہذیبوں سے ممتاز کیا جو جنگ میں محض غالب آنے کو مقصد سمجھتی تھیں۔ غیر مسلموں کے عبادتی حقوق بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ رہے۔ قرآن نے کلیسا، خانقاہ اور مسجد سب کی حفاظت کو اللہ کی سنت قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت سے واضح ہے کہ غیر مسلموں کے مذہبی مقامات کی پامالی یا ان کی عبادت میں رکاوٹ اسلام کے مزاج کے خلاف تھی۔ اسی طرح معاہداتی حقوق کی پاسداری بھی نبوی ﷺ سیرت کا نمایاں پہلو ہے۔ صلحِ حدیبیہ ہو یا میثاقِ مدینہ، ہر معاہدہ پوری دیانت اور ذمہ داری سے نبھایا گیا۔ مستشرقین نے بھی اس پہلو کو سراہا کہ نبی اکرم ﷺ نے معاہدات کو غیر معمولی وفاداری سے پورا کیا، خواہ اس میں وقتی طور پر مسلمانوں کے لیے سختی ہی کیوں نہ ہو۔ اسیروں کے ساتھ حسنِ سلوک بھی اسلامی جنگی اخلاقیات کا حصہ رہا۔ قرآن نے قیدی کو کھانا کھلانے کو نیکی قرار دیا۔ تاریخ میں ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں مسلمانوں نے قیدیوں کو اپنے کھانے پر مقدم رکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنی اور قید کی حالت میں بھی ان کی انسانی حرمت قائم رکھی گئی۔ ظلم سے حفاظت کا اصول بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے۔ یتیم، عورت اور کمزور کی حفاظت کو نبی ﷺ نے اپنی اُمت پر اللہ کے خوف کے ساتھ لازم قرار دیا۔ اس عمومی اصول میں غیر مسلم بھی شامل تھے، کیونکہ اسلام کا عدل کسی مذہب یا نسل کی قید میں نہیں آتا۔ عدالتی حقوق کا پہلو بھی نہایت اہم ہے۔ میثاقِ مدینہ نے واضح کیا کہ تمام شہری برابر ہیں اور سب کو عدالتی انصاف تک رسائی حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فیصلے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ غیر مسلموں کے مقدمات میں بھی عدل و انصاف کی ایک ہی کسوٹی استعمال کی گئی۔ یہ حقیقت آج کے جدید قانونی ڈھانچوں کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ معاشرتی و معاشی حقوق کی ضمانت بھی اقلیتوں کو حاصل تھی۔ ان پر زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ جزیہ لیا جاتا اور اس کے بدلے ان کی جان ومال کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری سمجھی جاتی۔ اس کے نتیجے میں وہ نہ صرف محفوظ تھے بلکہ تجارت، زراعت اور معیشت کے دیگر میدانوں میں سرگرم عمل رہ سکتے تھے۔ ابنِ قیم اور دیگر فقہاء نے اس پہلو پر تفصیلی بحث کی ہے کہ مسلمانوں پر غیر مسلم رعایا کے تحفظ کی ذمہ داری اخلاقی اور شرعی طور پر لازم ہے۔ ان تمام اصولوں کا مجموعی تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ غزوات نبوی ﷺ میں اقلیتوں کے حقوق محض ایک وقتی حکمتِ عملی نہیں تھے بلکہ اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات کا لازمی حصہ تھے۔ مذہبی آزادی سے لے کر عدالتی انصاف تک اور جانی تحفظ سے لے کر معاشرتی و معاشی حقوق تک، ہر پہلو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان کی انسانی حرمت کی ضمانت دی۔ اس نقطۂ نظر نے اسلام کو ایک ایسا آفاقی دین بنایا جو اپنی جامعیت اور

عدل کی بنا پر ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔یوں غزوات نبوی ﷺ محض عسکری تصادم نہیں بلکہ اخلاقی اقدار کے حامل واقعات ہیں جنہوں نے یہ ثابت کیا کہ طاقت کے استعمال میں بھی عدل و رحمت کو مقدم رکھنا اسلام کی بنیادی پالیسی ہے۔اقلیتوں کے حقوق کی یہ صورت گری آج کے عالمی تناظر میں بھی نہایت اہم ہے، کیونکہ اسلام کی سیرت اور تعلیمات انسانی حقوق، مذہبی آزادی اور سماجی انصاف کے باب میں ایک لازوال ماڈل فراہم کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر میں بھی جب دنیا کثرت میں وحدت اور تنوع میں ہم آہنگی کی تلاش میں ہے، تو سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی ناگزیر دکھائی دیتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

- Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath. *Sunan Abī Dāwūd*. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1439 AH/2018 CE.
- Al-Aḥmadī, ʿAbd Allāh ibn Salmān. *Al-Masāʾil wa al-Rasāʾil al-Marwiyya ʿan al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal fī al-ʿAqīda*. Riyadh: Dār al-Ṭayyiba, 1422 AH.
- Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1437 AH/2016 CE.
- Al-Dumayjī, ʿAbd Allāh ibn ʿUmar. *Ism Allāh al-Aʿẓam*. Riyadh: Dār al-Waṭan, 1438 AH.
- Al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh. *Al-Mishkāt al-Maṣābīḥ*. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1439 AH/2018 CE.
- Al-Khaṭṭābī, Ḥamd ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm. *Shaʾn al-Duʿāʾ*. 1st ed. Damascus: Dār al-Thaqāfa al-ʿArabiyya, 1429 AH/2008 CE.
- Al-Marzuqī, Abū ʿAlī Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥasan. *Sharḥ Dīwān Ḥamāsa*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1433 AH/2012 CE.
- Al-Nawawī, Muḥyī al-Dīn Yaḥyā ibn Sharaf. *Ṣaḥīḥ Muslim bi-Sharḥ al-Nawawī*. Beirut: Dār Ibn Rajab, 1436 AH/2015 CE.
- Al-Suhaylī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAbd Allāh. *Al-Rawḍ al-Unuf fī Sharḥ al-Sīra al-Nabawiyya li-Ibn Hishām*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1425 AH.
- Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1439 AH/2018 CE.
- Al-Zarqānī, Muḥammad ibn ʿAbd al-Bāqī. *Sharḥ al-Zarqānī ʿalā al-Muwaṭṭaʾ al-Imām Mālik*. Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1433 AH/2012 CE.
- Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal. *Musnad Imām Aḥmad ibn Ḥanbal*. Lahore: Maktaba Raḥmāniyya, 1422 AH/2001 CE.
- Ibn al-Qayyim, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Abī Bakr. *Badāʾiʿ al-Fawāʾid*. Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1427 AH/2006 CE.
- Ibn al-Qayyim, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Abī Bakr. *Madārij al-Sālikīn bayna Manāzil Iyyāka Naʿbud wa Iyyāka Nastaʿīn*. Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1427 AH/2006 CE.
- Ibn al-Qudāma, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh ibn Aḥmad. *Dhamm al-Taʾwīl*. 3rd ed. Medina: Dār al-Naṣīḥa lil-Ṭibāʿa wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1433 AH/2012 CE.
- Ibn al-Taymiyya, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm. *Al-Jawāb al-Ṣaḥīḥ li-man Baddal Dīn al-Masīḥ*. Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1439 AH/2018 CE.
- Mālik ibn Anas. *Al-Muwaṭṭaʾ li-al-Imām Mālik*. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1440 AH/2019 CE.
- Ibn Baṭṭāl, ʿAlī ibn Khalaf ibn ʿAbd al-Malik. *Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. 1st ed. Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1420 AH.
- Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd. *Sunan Ibn Māja*. Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1442 AH/2021 CE.